اسلامی اور عصری علوم وفنون کی جامعیت

ڈاکٹر محمد اکرم ندوی، آکسفورڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک سوال

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

محترم المقام ڈاکٹر مولانا محمد اکرم ندوی دامت فیوضہم، امید ہے کہ گرامی قدر بخیر وعافیت ہونگے۔

ڈاکٹر صاحب، ماشاء اللہ، آپ طویل عرصے سے انگلینڈ میں مقیم ہیں مختلف مشرقی و مغربی ممالک کا آپ نے علمی سفر کیا ہے، دینی ودنیوی علوم سے وابستہ افراد کی نفسیات اور ان میں پائی جانے والی کمی اور زیادتی سے آپ بھی واقف ہیں۔

اس وقت دیکھا یہ جارہا ہے کہ خالصتاً دینی علوم کے ماہرین کا اپنا اثر ورسوخ ایک مخصوص حلقہ تک ہی محدود ہوتا جارہا ہے۔ ان کے لئے عصری تقاضوں کو سمجھنا، اسلام کے خلاف اٹھنے والے اعتراضات اور ملحدین ومرتدین کے شبہات کا مدلل ومسکت جواب دینا، بغیر ان کی نفسیات اور زبان جانے ایک مشکل امر ہے۔

دوسری طرف خالصتاً عصری علوم کے ماہرین ہیں جن میں اسلام پر اعتماد کی کمی ہے اور بسا اوقات ان میں اسلامی شعائر پر اعتراضات جنم لیتے ہیں۔ دینی علوم کی ناواقفیت کی بنا پر یا صحیح دینی رہبری نہ ملنے کی وجہ سے ان میں دین بیزاری کا مرض بڑھتا ہی چلا جارہا ہے۔

لہٰذا ان تمام عوامل کے پیش نظر بصد احترام آپ سے یہ جاننا ہے کہ ایک مبتدی طالب علم کو دینی ودنیوی منافع مد نظر رکھتے ہوئے شروع ہی سے حصول علم کے لئے کون سی راہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے؟

العارض: سلیمان خان مظاہری ندوی کاروار کرناٹک۔

جواب

آپ کے سوال سے خوشی ہوئی۔ مسلمانوں کی تعلیم کی فکر ملت کا بنیادی کام ہے۔ اس موضوع کے مختلف پہلوؤں پر میں نے متعدد مضامین لکھے ہیں، یہ مضمون شاید ان سے کچھ مختلف ہوگا۔

ہمیں پہلے یہ سمجھنا ہوگا کہ نصاب تعلیم کا مقصد کیا ہوتا ہے؟ نصاب تعلیم نئی نسل کو اپنے عہد اور ماحول کے لئے نفع بخش انسان کے روپ میں تیار کرتا ہے، یعنی وہ انسان جو معاصر اجتماعی وطبیعاتی علوم وفنون سے واقف ہو، انہیں مزید ترقی دے سکے، اور ان کی روشنی میں اپنی قوم کی خدمت کر سکے۔ اسلامی نصاب میں اس جزو کے ساتھ ایک اور لازمی جزو ہوگا۔ اور وہ ہے انسان کی ایسی ساخت وپرداخت کرنا کہ وہ خدا کی بندگی کرے اور خود کو آخرت کی کامیابی کا اہل بنائے۔

مندرجہ بالا دونوں مقاصد کی روشنی میں نصاب کی جزئیات وتفصیلات پر اچھی طرح غور کریں گے تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ نصاب تعلیم کا جزو اعظم سیکولر ہوتا ہے۔ اسلام کی پوری تاریخ میں یہی نصاب رہا ہے۔ مسلمانوں کی حکومتوں کے ہر دور میں ہندوستان کا نصاب بھی اسی حقیقت کا عکاس رہا ہے۔ خود درس نظامی تقریباً اسی فیصد سیکولر تھا۔ ہندوستان کے قدیم نصابہائے تعلیم کے فارغین نے ہی تاج محل، لال قلعہ اور تمام پائیدار اور پرشکوہ عمارتیں بنائیں، شاہراہیں بنائیں، پل بنائے، حیرت انگیز قسم کے اصطرلاب بنائے، ملک کا معاشی نظام مستحکم کیا، عدلیہ کو ترقی دی، ادب وشاعری کو عروج پر پہنچایا، فلسفہ وحکمت کی ایک نئی دنیا کھولی، اور تصوف وطریقت کے رموز واشگاف کئے۔

آپ نے **خالصتاً دینی علوم کے ماہرین** کا لفظ استعمال کیا ہے جو ایک دردناک غلط فہمی کا نتیجہ ہے۔ جس نصاب کو آج درس نظامی کہا جارہا ہے وہ درس نظامی کا نہایت **مصغر نسخہ** ہے۔ جب نصاب میں سیکولر اجزاء بھی ہوتے ہیں تو طلبہ زیادہ ذہین اور سمجھدار ہوتے ہیں۔ ان کے سامنے مقابلہ کی ایک دنیا ہوتی ہے۔ درس نظامی سے سیکولر حصہ نکالنے کے بعد جو لوگ پیدا ہورہے ہیں ان کی حیثیت دست وپا بریدہ یا ناکارہ انسان کی ہے۔ وہ نہ کسی موضوع پر بات کر سکتے ہیں، اور نہ کوئی چیز مرتب طریقہ پر لکھ سکتے ہیں۔ یہ لوگ معمولی انٹرویو دینے کی بھی اہلیت نہیں رکھتے۔ ان کی اکثریت صرف **مسلک واکابر** کی رٹ لگاتی ہے۔ وہ پرانے فتووں کی نقالی کو فتوی نویسی کہتے ہیں، اور شرمناک مناظروں اور مجادلوں کے ذریعہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ ڈیڑھ سو سالوں سے ان لوگوں نے ہندوستان میں صرف فرقہ پرستی کا بیج بویا ہے اور اسی بے برکت پودے کی آبیاری کی ہے۔

سوال یہ ہے کہ ہندوستان کے موجودہ حالات میں وہ جامع نصاب کیسے نافذ ہو؟ اس کا ایک طریقہ کچھ لوگوں کے نزدیک یہ ہے کہ ایسے ادارے بنائے جائیں جہاں دونوں قسم کے علوم وفنون کی تعلیم ایک ساتھ ہو۔ یہ تجویز حقیقت پسندی سے بہت دور ہے۔ سیکولر علوم میں اتنی وسعت ہوگئی ہے کہ پرائیویٹ مدرسوں میں ان کی تعلیم تقریباً ناممکن ہے۔ سائنس کی تعلیم کے لئے جس طرح کی لیباریٹریز کی ضرورت ہے ہم انہیں فراہم نہیں کر سکتے۔ اس طرح کے ادارے بنا کر ہم صرف ناقص تعلیم کو رواج دیں گے۔

اس لئے معقول راستہ یہی ہے کہ ہم معیاری عصری اداروں میں اپنے بچوں کو سیکولر تعلیم دلوائیں، جہاں وہ اپنے عہد کے علوم وفنون کی تحصیل کریں، اور دوسرے ہم وطنوں سے مقابلہ کریں۔ اس کے بعد ان کے ذہن روشن ہوں گے، ان پر نئے آفاق کھلیں گے، اور وہ مہذب معاشی مشاغل اختیار کر سکیں گے۔

دینی تعلیم ہر روز شام کو ایک دو گھنٹے کے لئے ہو، یا ہفتہ میں اتوار کے دن پانچ چھ گھنٹے اس کے لئے مخصوص کئے جائیں۔ اس جزوقتی نظام میں عالمیت کا نصاب بھی مکمل ہو سکتا ہے۔ اس نصاب میں بنیادی تعلیم عربی زبان وادب کی ہو، اس کے بعد قرآن کریم، حدیث شریف، سیرت اور اسلامی تاریخ کے مضامین پڑھائے جائیں۔ فقہ واصول فقہ کا حصہ کم کر دیا جائے، اور عقیدہ وکلام کی جگہ دعوت اسلامی اور فکر اسلامی کا مضمون داخل درس کیا جائے۔

عالمیت کے بعد اگر کسی کو تفسیر، حدیث، فقہ، کلام یا ادب میں اختصاص کرنا ہو تو ازہر شریف، قرویین، زیتونہ، یا کسی اور مشہور یونیورسٹی میں داخلہ لے اور وہیں سے پی ایچ ڈی کرے۔

عالمیت تک کا نصاب میں نے تیار کیا ہے، اور اس پر ایک عرصہ سے ہم عمل کر رہے ہیں۔ اگر آپ کی خواہش ہوگی تو آپ کو بھیج دیں گے۔

یہ سوچیں کہ مسلمانوں کے بچے امانت ہیں، کل قیامت کے دن ان کے متعلق حساب دینا ہوگا۔ ان کو ان کے عہد وماحول سے بیگانہ نہ کریں، ان کے مستقبل کی فکر کریں، ان کی زندگیوں کو سنواریں، اور انہیں مہذب، صالح اور خدا ترس انسان بنائیں۔

ALAWRAAQ
Publications
www.alawraaq.com